سوال

(57)سنت اور بدعت کے بیان پر فائدہ مند گفتگو

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بدعت کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بدعت کی تعریف سے قبل، مناسب ہے کہ سنت کی بھی تعریف کر دی جائے کیونکہ سنت کا تعلق افعال کے باب سے ہے۔ اور بدعت کا باب متروک ہے اور کسی چیز کا بجا لانا، کسی چیز کے ترک کرنے پر مقدم ہے، بلکہ سنن کی تعریف سے خود بخود بدعت کی تعریف بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔

اب سنت کیا ٹھہری؟ یعنی سنت کیا ہے؟

لغت عرب میں سنت اس (نشان زدہ) راستے کو کہتے ہیں جس پر چلا جا سکے اور اس کی جمع سنن ہے۔

اور شرعاً سنت اس عمل کو کہتے ہیں جسے حضور اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنی امت کے لیے مشروع قرار دیا ہو تاکہ وہ آداب وفضائل کے عمدہ ترین اعمال کو اپنا کر خیر اور نیکی کے راستوں کے ذریعے تکمیل وسعادت حاصل کر سکے۔

اگر آنحضرت نے اس عمل کو اپنا کر خیر اور نیکی کے راستوں کے ذریعے تکمیل وسعادت حاصل کر سکے۔

اگر آنحضرت ﷺ نے اس عمل کے التزام اور قیام کا حکم دیا ہو تو وہ ''سنت واجبہ'' کہلائے گی، جسے ترک کرنا مسلمان کے لیے مفید نہ ہو گا۔ اگر آپ ﷺ نے قیام والتزام کا حکم نہ دیا ہو تو وہ ''سنت، مستحب'' کہلائے گی، جس کے کرنے والے کو ثواب اور چھوڑنے والے کو عذاب نہیں ہو گا۔

قارئین کرام! جس طرح آنحضرت ﷺ نے اپنے فرمان سے کئی سنتیں شروع فرمائیں اور اس طرح اپنے فعل اور تقریر سے بھی مشروع فرمائی ہیں۔

جب حضرت نبی مکرم ﷺ نے کوئی عمل کیا ہو اور اس پر پابندی کی ہو تو وہ امت کے لیے سنت بن جائے گا۔ ہاں، اگر کوئی دلیل قائم ہو جائے کہ وہ آپ کی خصوصیات سے ہے تو پھر نہیں جیسے پے در پے روزے رکھنا اور رات کو بھی افطار نہ کرنا، اسے موالاة الصیام کہتے ہیں۔

اگر آپ نے کوئی چیز سنی یا صحابہ کے درمیان دیکھی اور مسلسل رونما ہو رہی ہو اور آپ نے منع نہ کیا ہو تو وہ آپ کی تقریری سنت کہلائے گی۔ اور اگر آپ کا کوئی فعل یا رؤیت یا سماعت مسلسل نہ ہو تو وہ سنت نہیں کیونکہ لفظ سنت، تکرار سے مشتق ہے وہ سن السکین سے ہو جب چھری کو پتھر کی سل پر مسلسل رگڑا جائے اور وہ تیز ہو جائے تو وہ اجسام پر نافذ ہو کر اسے کاٹ دیتی ہے۔

اس کام کی مثال جو آپ نے ایک مرتبہ کیا ہو، پھر دوبارہ اسے کبھی نہ کیا ہو اور وہ سنت نہ بن سکا۔ آپ کا بغیر سفر مرض، مطر اور خوف کے مدینہ میں ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کا جمع (امام شوکانی کی تحقیق کے مطابق صوری) کرنا ہے کیونکہ آپ کا یہ عمل تمام مسلمانوں کے ہاں سنت متبعہ نہیں ہے۔

اور اس عمل یا کام کی مثال جس پر آپ نے خاموشی اختیار کی ہو اور اسے ایک مرتبہ برقرار رکھا ہو اور وہ عمل ایسے سنت نہ بن سکا جس پر مسلمانوں نے عمل کیا ہو وہ یہ ہے کہ ایک عورت نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو سفر (جنگ) صحیح سلامت لوٹایا تو وہ اظہار فرحت کے لیے آپ کی قبر کے اوپر دف بجائے گی۔ (ترمذی، ابوداؤد) تو اس عورت کا ایسا کرنا اور آنحضرت ﷺ کا اسے نہ روکنا اور برقرار رکھنا اور ایسے فعل کا پھر کبھی نہ رونما ہونا اس فعل کو سنت نہ بنا سکا کیونکہ اس میں تکرار موجود نہیں۔

اور اس عمل کی مثال جسے آپ نے اپنی زندگی میں کئی مرتبہ کیا ہو اور وہ ایسی سنت بن گیا کہ تمام مسلمان بلا اختلاف اس پر عمل کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کے سامنے رخ کر کے بیٹھنا ہے، سو آپ نے اس طرح بیٹھنے کا حکم تو نہیں دیا، لیکن آپ کا سینکڑوں مرتبہ ایسے کرنا ان سب کے لیے سنت بن گیا جو لوگوں کو جماعت کرواتے ہیں۔

اور اس کام کی مثال جو آپ ﷺ کو کئی مرتبہ دیکھا اور سنا لیکن برقرار رکھا تو وہ سنت بن گیا۔ جنازہ کے آگے اور پیچھے چلنا ہے کیونکہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کئی مرتبہ جنازہ کے آگے پیچھے چلتے دیکھا تو آپ نے ان کا چلنا برقرار رکھا اور یہ دیکھ کر خاموشی اختیار کی اور منع بھی نہ کیا تو جنازہ کے پیچھے یا آگے چلنا ایسی سنت بن گیا جس میں کوئی اختلاف نہیں۔

اے میرے مسلمان برادر! اسے ہمیشہ یاد رکھ کیونکہ اس جیسے اعمال کو سنت کہا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ذکر کرتا چلوں کہ خلفائے راشدین میں سے کسی کا بھی جاری کیا ہوا طریقہ سنت کہلائے گا جیسے حضرت ابو بکر، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی مرتضی رضی اللہ عنہم کے فرامین) کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ان کی متعلق ارشاد ہے:

((عَلَيكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهدِيِّينَ بَعْدِي عَضُّوا عَلَيهَا بِالنَّوَاجِذِ)) (ترمذی، ابوداؤد وقال صحیح)

''تم پر میری اور میرے بعد آنے والے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، اسے مضبوطی سے تھام لو۔''

ثواب اور بدعت کی پہچان حاصل کریں:

بدعت، سنت کے برعکس ہے اور وہ ابتداع الشیء سے مشتق ہے، جب اسے ایسے طور پر ایجاد کیا جائے جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور وہ شرع شریف کے عرف میں ایسی عبادت، ایسا عمل وعقیدہ ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں مشروع نہیں کیا اور نہ ہی اپنے رسول کی زبان سے اس کے اجراء کا حکم دیا۔

آسان لفظوں میں اس کی تعریف یہ ہے کہ:

''ہر قسم کا اعتقاد یا قول یا عمل جو تقریب الٰہی کی خاطر انجام دیا جائے، لیکن اس کا وجود عہد نبوت یا عہد صحابہ میں نہ ملتا ہو تو وہ بدعت ہے، خواہ اس پر قدروسیت کا خول چڑھایا جائے اور اس پر تقریب اور اطاعت کی علامات لگا دی جائیں۔''

اور لیجیے یہ مثالیں ہیں ہر قسم کے اعتقاد اور قول اور عمل کی جس سے ہم تعلیم اور تحذیر کی خاطر بدعت کی حقیقت بیان کریں گے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اسے صراط مستقیم کی راہ دکھاتا

ہے۔

اعتقادی بدعت کی مثال یہ ہے کہ بہت سے (اجڈاور عقل سے پیدل) مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کائنات میں بزرگوں کی خفیہ حکومت ہوتی ہے، جہاں سے منصب ولایت پر فائز کرنے اور معزول کرنے یا کچھ دینے اور روکنے اور کسی کو نفع دینے یا تکلیف پہنچانے کے احکامات صادر ہوتے ہیں اور ان روحانی بزرگوں کو ''قطب وابدال'' کہتے ہیں اور ہم نے کتنوں کو سنا ہے، جو ان سے استغاثہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یا رِجَالَ الدِیْوَانِ اے روحانی حکومت کے کارپردازو اور یا اهل التصریف من حروصیف اے آزاد اور غلاموں کے متصرف الامور صاحبان۔

اوراس بات کا اعتقاد رکھنا کہ اولیائے کرام کی روحیں اپنی قبروں پر زیارت کے لیے آنے والوں کی سفارش اور حاجت روائی کرتی ہیں اس اعتقاد کے پیش نظر وہ اپنے مریضوں کو طلب شفاء کے لیے وہاں لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں : ما أعیتہ الأمور فعلیہ بأصحاب القبور۔ ''جس کسی کو مشکلات گھیر لیں وہ قبروں والے بزرگوں کا دامن تھام لے'' اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اولیاء غیب جانتے ہیں اور لوح محفوظ دیکھ لیتے ہیں اور وہ زندہ ہوں خواہ مردہ۔ لیکن مختلف قسم کے تصرفات کی طاقت ضرور رکھتے ہیں، اس لیے وہ خاص رسومات کی ادائیگی کے لیے ان کے عرس کا اہتمام کرتے ہیں اور ان کے نام پر قربانیاں دیتے ہیں، اور وہاں محافل سماع برپا کرتے ہیں۔ اولیاء کرام کے خفیہ دربار کا اعتقاد رکھنا اور ان سے استغاثہ کرنا شرک اکبر ہے۔

یہ اور اس قسم کی دیگر اعتقادی بدعات نہ تو عہد نبوت میں موجود تھیں، نہ عہد صحابہ میں اور نہ ہی ان کا ثبوت خیر القرون کے سنہری دور میں ملتا ہے، حالانکہ ان پہلی تینوں صدیوں کے مسلمانوں کی درستگی کی شہادت قول رسول اللہ ﷺ مقبول ملتی ہے۔ فرمان نبوی ہے :

((خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الذين يَلُوْنَهُمْ)) (متفق علیہ)

قولی بدعت کی مثال یہ ہے کہ اللہ سے کسی کی جاہ وحشمت اور حق کے حوالے سے دعا کی جائے اور یہ بات لوگوں میں عام ہے اور اس معاملے میں چھوٹے بڑوں کی اور بعد والے پہلوں کی اور جاہل اپنے عالموں کی تقلید کرتے ہیں اور اسے اتنا عظیم اور افضل وسیلہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی ہاں سے جتنا اس طرح کہنے سے ملے گا اتنا کسی اور سے نہیں۔

مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ اس (بدعی) وسیلہ کے انکار کرنے والے کو دین سے خارج اور اولیاء وصلحاء کا گستاخ کہا جاتا ہے، حالانکہ اس قولی بدعت، جسے انہوں نے وسیلہ کا نام دے رکھا ہے اس کا وجود نہ عہد رسالت میں تھا اور نہ عہد سلف الصالحین الکرام میں اور نہ ہی اس کے متعلق کتاب اللہ میں دلیل ہے نہ سنت رسول میں اور قرین صواب بات یہ ہے کہ اسے رواج دینے والے غالی باطنی زندیق ہیں جن کا مقصد فقط یہی تھا کہ مسلمانوں کو نفع دینے والے ایسے وسائل سے پھر دیا جائے جن سے واقعتاً ان کی مشکلات زائل اور ضروریات پوری ہوتی تھیں۔

جیسے نماز (جس کے متعلق قرآن میں اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ) صدقات، روزے، مسنون ذکر اذکار اور قولی بدعات میں سے ایک بدعت جو عموماً صوفیوں کی محافل ذکر میں پائی جاتی ہے وہ ہے گھنٹہ یا دو گھنٹے باآواز بلند ھو، ھو، اللہ ھو، اللہ ھو، کی رٹ لگاتے ہیں، حتیٰ کہ ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور ان میں کوئی نامناسب کلمات (صریحاً مشرکانہ کلمات) کہتے ہیں اور بسا اوقات اس عالم بے ہوشی میں اپنے بھائی کو قتل بھی کر دیتے ہیں۔

اور قولی بدعات کے ضمن میں وہ شعری قصیدے بھی ہیں جو محفل قوالی داڑھی منڈے یا نو عمر بچوں سے طبلے کی تھاپ پرسنے جاتے ہیں وھلم جرا یعنی ایسی مزید سینکڑوں بدعات میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کا وجود نہ عہد رسالت میں تھا اور نہ عہد صحابہ میں بلکہ یہ زندیقوں اور دشمنان اسلام کی کارستانی سے اہل اسلام میں گھس آئی ہیں تاکہ وہ امت مسلمہ کو نفع مند اعمال سے ہٹا کر نقصان دہ اعمال میں مگن رکھیں اور انہیں سعی جہد اور عمل پیہم سے ہٹا کر لہو ولعب اور فضولیات میں الجھا دیں۔ (اس تلخ حقیقت کے اعتراف سے کوئی چارہ نہیں کہ وہ ملعون اس میں کامیاب ہو چکے)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ محمدیہ](#)

ج1ص270

محدث فتویٰ